اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

لَئِنْ شَکَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّکُمْ وَلَئِنْ کَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِیْ لَشَدِیْدٌ (ابرھیم:7)

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِیْ مَقَامٍ اٰخَرَ

وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰہِ لَا تُحْصُوْھَا (ابرھیم:34)

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِیْ مَقَامٍ اٰخَرَ

اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ کَفَّارٌ (ابرھیم:34)

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِیْ مَقَامٍ اٰخَرَ

لَقَدْ کَانَ لِسَبَاٍ فِیْ مَسْکَنِھِمْ اٰیَۃٌ ج جَنَّتٰنِ عَنْ یَّمِیْنٍ وَّشِمَالٍ ط کُلُوْا مِنْ رِّزْقِ رَبِّکُمْ وَاشْکُرُوْا لَہٗ ط بَلْدَۃٌ طَیِّبَۃٌ وَّرَبٌّ غَفُوْرٌ ○ (السبا:15)

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِیْ مَقَامٍ اٰخَرَ

وَضَرَبَ اللّٰہُ مَثَلًا قَرْیَۃً کَانَتْ اٰمِنَۃً مُّطْمَئِنَّۃً یَّاْتِیْھَا رِزْقُھَا رَغَدًا مِّنْ کُلِّ مَکَانٍ فَکَفَرَتْ بِاَنْعُمِ اللّٰہِ فَاَذَاقَھَا اللّٰہُ لِبَاسَ الْجُوْعِ وَالْخَوْفِ بِمَا کَانُوْا یَصْنَعُوْنَ

(النحل:112)

سُبْحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ۔ وَسَلَامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ ۔وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

تخلیق الٰہی کا شاہکار:۔

انسان اشرف المخلوقات ہے اور اللہ رب العزت کی تخلیق کا شاہکار ہے۔ رب کریم کی ہم پر کتنی مہربانی ہے کہ اس پروردگار عالم نے ہمیں انسان بنایا۔ اگر وہ کوئی جانور بنا دیتا تو اس کو اختیار تھا بالفرض اگر وہ بندر پیدا کر دیتا تو کسی نے ناک میں نکیل ڈالی ہوتی اور ہم گلیوں میں ناچتے پھرتے۔ وہ گدھے کی شکل

میں پیدا کر دیتا تو کسی نے پیٹھ پہ بوجھ لادا ہوتا اور ہم ڈنڈوں پہ ڈنڈے کھا رہے ہوتے۔اور پھر اس کے باوجود بھی زبان سے شکوہ کرنے کی اجازت نہ ہوتی۔الحمدللہ پروردگار عالم نے ہمیں انسان بنایا۔ہم نے اس کیلئے کوئی درخواست تو نہ دی تھی۔

ایمان کی دولت......ایک نعمت عظمیٰ:۔

دوسرا احسان یہ ہوا کہ رب العزت نے ہمیں نبی علیہ السّلام کی امت میں ایمان کے ساتھ پیدا کیا۔یہ اللہ رب العزت کی اتنی بڑی نعمت ہے کہ ہم اس کا شکر بھی ادا نہیں کر سکتے۔دنیا میں وہ بھی لوگ ہیں جو اس میں پیدا ہوئے مگر ان کو کفر کا ماحول ملا۔ان کے ماں باپ نے انہیں یہود ونصٰری اور کافر بنا دیا۔ہمیں اللہ رب العزت نے ایسے ماں باپ کے گھر پیدا کیا کہ جب ہم چھوٹے تھے اور والدہ دودھ کا فیڈر لگاتی تھی تو بسم اللہ پڑھا کرتی تھی۔وہ ہمیں سلاتی تھی تو لا الہ الا اللہ کے ترانے سنایا کرتی تھی وہ پنگھوڑا ہلاتی تھی تو حسبی ربی جل اللہ کے گیت سنایا کرتی تھی۔ابھی ہم چھوٹے اور ناسمجھ تھے وہ ہم سے اللہ اللہ کے لفظ کے ساتھ باتیں کیا کرتی تھی۔ابھی ہم چھوٹے تھے اسی ماں اور اسی باپ نے ہمارے ایک کان میں اذان دلوائی اور دوسرے کان میں اقامت۔اس چھوٹی عمر میں جب ہمیں سمجھ بھی نہ تھی جب ہم اپنے مالک و خالق کو پہچانتے بھی نہ تھے ان ماں باپ کی برکت سے ہمارے کانوں میں اس وقت اپنے پروردگار کا نام پہنچا۔یہ اللہ رب العزت کی کتنی بڑی نعمت ہے۔پھر جب ہم چلنے پھرنے کے قابل ہوئے۔ابھی بچپن تھا دوست دشمن کی تمیز نہ تھی۔نفع نقصان کا اندازہ نہ تھا۔ہمارے والد ہماری انگلی پکڑ کر مسجد کی طرف لے کر جاتے تھے۔یہ اللہ رب العزت کی کتنی بڑی نعمت ہے۔ہم آج جو مسلمان بن کر بیٹھے ہیں معلوم نہیں کہ کتنے لوگوں کی محنت کا اس میں دخل ہے۔کتنی اللہ رب العزت کی رحمتیں ہم پر برسیں کہ آج اللہ رب العزت نے ایمان کی دولت سے مالا مال فرمایا۔جسمانی نعمتیں تو بے شمار ہیں

پروردگار عالم نے ہمیں صحیح سلامت جسم کے ساتھ پیدا کر دیا۔ وہ پروردگار اگر چاہتا تو ہمیں کسی عذر کے ساتھ پیدا کر سکتا تھا۔ کسی مرض کے ساتھ پیدا کر سکتا تھا۔ ہمیں جو صحیح سلامت جسم نصیب ہوا۔ یہ پروردگار کی ہم پر کتنی بڑی مہربانی ہے۔

احساس شکر:۔

ایک صاحب نے ظہر کی نماز پڑھی۔ تنگدستی اتنی تھی کہ جوتا بھی ٹوٹ گیا۔ گرمی کا موسم تھا۔ گرم زمین پر ننگے پاؤں چلتے ہوئے یہ مسجد سے گھر کی طرف لوٹنے لگے تو دل میں خیال آیا پروردگار میں تو آپ کے سامنے سجدہ ریز ہوتا ہوں نمازیں پڑھتا ہوں مسجد کی طرف آتا ہوں مجھے تو آپ نے جوتا بھی عطا نہ کیا۔ ابھی یہ بات سوچ ہی رہا تھا کہ سامنے سے ایک لنگڑے آدمی کو آتے ہوئے دیکھا۔ وہ بیسا کھیوں کے بل چل کے آ رہا تھا فورا دل پہ چوٹ لگی کہ اوہو! میں تو جوتے کے نہ ہونے کا شکوہ کرتا رہا یہ بھی تو انسان ہے جسے پروردگار نے ٹانگیں بھی عطا نہ کیں۔ وہ لکڑیوں کے سہارے چلتا ہوا آ رہا ہے تو جب اپنے سے نیچے والے کو دیکھا تو دل میں شکر کی کیفیت پیدا ہوئی۔

ایک بہت بڑی اطلاع:۔

ایک اصول یاد رکھیں کہ دین کے معاملہ میں اپنے سے اوپر والے کو دیکھیں تا کہ عمل کا شوق پیدا ہو۔ آج معاملہ الٹ ہے ہم دین کے معاملے میں اپنے سے نیچے والوں کو دیکھتے ہیں گھر میں آپ بیوی سے کہیں کہ نماز پڑھو وہ کہے گی تمہاری بہن کونسا نماز پڑھتی ہے وہ کہے گی فلاں کی بخشش ہوگئی تو بس میری بھی ہو جائے گی۔ اپنے سے نیچے والوں کی مثالیں دے گی۔ دنیا کی باتیں کرو تو اس کو پتہ ہوگا کہ میرا گھر اتنا خوبصورت بنا ہوا ہے مگر فورا کہے گی کہ فلاں کے گھر میں جو ڈیزائن دیکھا تھا وہ ہمارے گھر میں تو نہیں ہے۔ آج بدقسمتی سے دنیا کے معاملے میں ہم اپنے سے اوپر والوں کو دیکھتے ہیں۔ تو دنیا کی حرص اور طمع

بڑھ جاتا ہے اور دین کے معاملے میں اپنے سے نیچے والوں کو دیکھتے ہیں جس کی وجہ سے دینی معاملات میں سستی پیدا ہوتی ہے۔ اور یہ بہت بڑی ابتلاء ہے۔

پلکوں کی نعمت:۔

دیکھیں یہ ہماری آنکھوں کے اوپر پلکیں ہیں یہ جسم کا کتنا چھوٹا سا حصہ ہیں۔ ایک صاحب کا ایکسیڈنٹ ہوا اور آنکھوں کی پلکیں کسی وجہ سے کٹ گئیں آنکھیں محفوظ رہیں مگر وہ آنکھ کی ہے کہ جس کے اوپر کوئی پردہ نہ رہے۔ جب کچھ وقت کے بعد اس پر مٹی پڑ جاتی تو اسے دھندلا نظر آتا اب ان کو دھونی پڑتیں۔ چند دن تو گزرے لیکن بار بار آنکھیں دھونے سے اب پانی نے بھی اثر کرنا شروع کر دیا حتی کہ وہ کیفیت ہوئی کہ دو مہینوں کے بعد وہ اپنے چہرے پر پانی لگا ہی نہیں سکتے تھے۔ یوں محسوس ہوتا کہ جیسے زخم بن گیا ہو اور اس کے اوپر کوئی تیزاب ڈالا جا رہا ہو۔ ڈاکٹر کے پاس جاتے تو وہ کہتے کہ بس اسے دھونا پڑے گا ہوا کے اندر مٹی کے چھوٹے چھوٹے اتنے ذرات ہوتے ہیں ہمیں نظر تو نہیں آتے مگر موجود ہوتے ہیں۔ آپ گھر کے فرنیچر کو دیکھیں اس پر مٹی کی ایک پتلی سی تہہ آپ کو نظر آئے گی کوئی شیشہ ہو اس کے اوپر تہہ نظر آئے گی وہ اصل میں ہوا کے اندر سے مٹی کے ذرات وہاں جا کر گرتے ہیں اور مٹی کی تہہ بن جاتی ہے اسی طرح مٹی کی تہہ ان کی آنکھوں پر بھی پڑتی اور ان کو آنکھ دھونی پڑتی۔ جب بار بار دھوتے تو پانی کے بار بار لگنے سے جسم کا وہ حصہ ایسے ہو گیا جیسے کوئی گلنے والا ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر آپ ذرا پانچ چھ گھنٹے اپنے ہاتھ پانی میں ڈال کر رکھ لیجئے کہ ہاتھوں کی انگلیاں کیسے ہو جاتی ہیں۔ ان کے چہرے کی یہ حالت ہو گئی بالآخر ڈاکٹر سے جا کر پوچھا وہ کہنے لگا کہ ہمارے بس میں کچھ نہیں۔ پھر ایک ڈاکٹر نے انہیں سمجھایا کہ حقیقت میں انسان کی آنکھ کا پردہ وائیپر کی مانند ہوتا ہے ان کے اندر اللہ تعالیٰ نے ایک آٹومیٹک سسٹم بنایا ہے جہاں سے پانی آتا ہے اور وقفے وقفے سے یہ پردہ وائیپر کی طرح چلتا رہتا ہے اور آنکھ کے

ڈھیلے کو صاف رکھتا ہے۔اس وقت احساس ہوا کہ رب کریم! یہ پلک کا جھپکنا ایک چھوٹا سا عمل ہے مگر حقیقت میں یہ کتنی بڑی نعمت ہے۔اس کے نہ ہونے کی وجہ سے انسان کیلئے اپنی آنکھ کو صاف رکھنا مشکل ہو گیا تو جب اتنی چھوٹی سی چیز بھی اتنی بڑی نعمت ہے تو پھر بڑی چیزیں کتنی بڑی نعمت ہوں گی۔

بیکٹیریا سے حفاظت:۔

بیکٹیریا ایک چھوٹا سا جرثومہ ہوتا ہے۔ہوا کے اندر اربوں کھربوں کی تعداد میں بیکٹیریا ہر وقت موجود ہوتے ہیں۔لیکن کبھی کوئی بیکٹیریا ان میں سے ایسا بھی ہوتا ہے کہ وہ انسان جسم کے اندر جا کر فعال بن جاتا ہے جس کی وجہ سے انسان بیماری ہوجاتا ہے۔ہم کہتے ہیں کہ جی انفیکشن سے بخار ہو گیا۔اتنا بڑا چھ فٹ کا انسان چارپائی کے اوپر پڑا ہوتا ہے۔ایک چھوٹے سے بیکٹیریا نے اس پر عمل کر کے اس کو بیمار کر دیا ہوتا ہے۔اب وہ پروردگار جو اربوں کھربوں بیکٹیریا سے روزانہ ہمیں بچا دیتا ہے یہ اس پروردگار کی کتنی بڑی نعمت ہے۔

وائرس سے حفاظت:۔

بیکٹیریا سے حفاظت تو کیا کرنی آج کل تو وائرس کی تحقیق ہو چکی ہے۔یہ بیکٹیریا سے بھی زیادہ چھوٹا ہوتا ہے۔بیکٹیریا کو دیکھنے کیلئے آپ کو عام مائیکروسکوپ کی ضرورت پڑتی ہے لیکن وائرس کو دیکھنے کیلئے مائیکروسکوپ کی بجائے الیکٹران مائیکروسکوپ کی ضرورت ہوتی ہے تب جا کر وائرس نظر آتا ہے اور یہ وائرس ہے بھی ایسا عجیب تماشا کہ اگر اس کا عمل شروع ہو جائے تو آن کے انسان کے پاس اس کا علاج بھی نہیں ہے۔کہتے ہیں جی کہ آپ کو وائرس کی وجہ سے فلو ہو گیا ہے،اب چند دنوں میں خود بخود ٹھیک ہو جائے گا۔چھ فٹ کا اتنا بڑا انسان مگر وائرس نے اس کو چارپائی پہ لٹا دیا۔اگر ایک آدمی کو اللہ رب العزت نے صحت دی ہوتی ہے تو سوچنا چاہیے کہ اللہ رب العزت نے کتنی نقصان دہ چیزوں سے اس کی حفاظت

فرمائی ہوگی۔تو ان چیزوں پر غور کرنے سے ہمارے دل میں اللہ رب العزت کی نعمتوں کا شکر پیدا ہوگا۔ ہم اس کی نعمتوں کا شکرادا کریں گے۔

شکوے ہی شکوے:۔

آج اکثر جگہوں پر دیکھا گیا ہے کہ اقتصادی مسائل کی وجہ سے ہر مرد اور ہر عورت کی زبان سے شکوے سننے میں آتے ہیں۔کسی کو اولاد کا شکوہ،کسی کو مال کا شکوہ،کسی کو کاروبار کا شکوہ،الا ماشاءاللہ۔کوئی بندہ سینکڑوں میں نظر آتا ہوگا کہ جو کہے کہ اللہ نے مجھے جس حال میں رکھا میں راضی ہوں ہر ایک کہے گا کہ میں بڑا پریشان ہوں۔باقی ساری دنیا سکھی زندگی گزار رہی ہے۔وہ جس کو یہ سکھی سمجھتا ہے اس کے غم لے کر اس کو دے دیئے جائیں تو یہ پہلے سے بھی زیادہ پریشان ہوجائے۔تو اللہ رب العزت نے جس کو جس حال میں رکھا ہے ہمیں چاہیے کہ ہم اس کا شکرادا کریں۔

حالات کی زنجیریں:۔

حدیث پاک میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے ایسے ہوتے ہیں کہ اللہ رب العزت جانتے ہیں کہ اگر اس کو میں نے ضرورت سے زیادہ رزق دے دیا تو یہ عجب میں مبتلا ہوجائے گا یہ تکبّر کے بول بولے گا اور ایمان کی دولت سے ہاتھ دھو بیٹھے گا اس لئے رب کریم انہیں تنگدستی کے حال میں رکھتے ہیں۔کہ میرا یہ بندہ مجھے مشکل کے حال میں پکارتا رہے گا اس کا ایمان سلامت رہے گا۔کچھ بندے ایسے ہوتے ہیں کہ اگر ان کو ضرورت کے بقدر رزق ملتا رہے گا تو نمازیں بھی پڑھتے رہیں گے کاروبار بھی چلتا رہے گا تسبیحات بھی چلتی رہیں گی اور اگر ذرا کاروبار پہ ضد پڑی یا کوئی اور واقعہ پیش آیا تو سب چھوڑ چھاڑ کر بیٹھ جائیں گے رب کریم چونکہ مہربان ہیں اس لئے بندے کی ضرورت کے مطابق دیتے رہتے ہیں۔تاکہ یہ میرا بندہ میرے سامنے جھکتا رہے۔یوں حالات کی زنجیروں میں جکڑ کر اللہ تعالیٰ اسے اپنے در پر

جھکاتے ہیں۔

رزق کی تقسیم:۔

رب کریم نے رزق کو تقسیم کیا ہوا ہے فرمایا

نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَّعِيشَتَهُمْ (الزخرف:32) ہم نے انسانوں کے درمیان رزق تقسیم کیا ہے۔

اب کون ہے جو پروردگار کی تقسیم پر راضی ہو۔ تقدیر پر راضی رہنے والے لوگ تھوڑے نظر آتے ہیں ہر بندے کو شکوہ ہے۔ ارے! اگر ایک باپ دو بیٹوں کے درمیان کوئی چیز تقسیم کر دے تو وہ توقع کرتا ہے کہ باپ ہونے کے ناطے یہ بچے میری تقسیم جیسی بھی ہے اس کو قبول کریں گے۔ کیا ہم اپنے خالق و مالک کی تقسیم کو قبول نہیں کر پاتے؟ کیا ہم اس کی تقسیم پر راضی نہیں ہو پاتے؟ ہمیں چاہیے کہ پروردگار نے جس حال میں رکھا ہم اسی حال پر راضی ہو جائیں۔

احساس شکر پیدا کرنے کا طریقہ:۔

سچی بات تو یہ ہے کہ اس نے ہمیں ہزاروں سے بہتر رکھا ہوا ہے اس میں کوئی شک نہیں غور کرنے کی بات ہے آپ تھوڑا سا اپنے حالات پر غور کریں آپ کو کتنی چیزیں ایسی ملتی چلی جائیں گی آپ کا دل گواہی دے گا رب کریم نے کتنوں سے ہمیں اس حال میں بہتر رکھا ہوا ہے یہ چیزیں انسان کے اندر پھر شکر کی کیفیت کو پیدا کر دیتی ہیں۔

نعمتوں میں اضافہ اور کمی کے اصول وضوابط:۔

اللہ رب العزت ارشاد فرماتے ہیں

لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ (ابرھیم:7) اگر تم شکر ادا کرو گے تو ہم اپنی نعمتوں کو تم پر اور زیادہ کر دیں

گے۔

تو ہم جتنا اللہ رب العزت کا شکرادا کریں گے اتنا ہی رب کریم کی نعمتیں اور زیادہ ہوں گی اور آگے فرمایا وَلَئِنۡ كَفَرۡتُمۡ اِنَّ عَذَابِىۡ لَشَدِيۡدٌ (ابراھیم: 7) اور اگر تم کفران نعمت کرو گے تو یاد رکھو کہ پھر میری پکڑ بھی بڑی سخت ہے۔

لسانی اور جسمانی شکر:۔

اب شکر ادا کرنے کے دو طریقے ہیں۔ایک تو انسان اپنی زبان سے الحمدللہ کہے،سبحان اللہ کہے۔ یہ بھی اللہ رب العزت کا شکرادا کررہا ہے اور ایک اپنے جسم سے پروردگار کے حکموں کی پابندی کرے گویا یہ بھی اللہ رب العزت کا شکرادا کر رہا ہے۔لسانی شکر بھی ادا کرے اور اپنے جسم سے بھی اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرے تو یہ گویا اللہ تعالیٰ کا شکرادا کرنے والا بندہ ہے۔اگر اس میں کمی کوتاہی ہوگئی تو پھر اللہ تعالیٰ بعض اوقات اپنی نعمتوں کو واپس لے لیتے ہیں۔اس پر غور کرنے کی ضرورت ہے۔

دو طرح کی نعمتیں:۔

حضرت اقدس تھانویؒ فرماتے ہیں کہ نعمتیں دو طرح کی ہوتی ہیں ایک وجودی، دوسری عدمی، اللہ رب العزت نے وجودی ہمیں عطا کی جو آج ہمارے پاس موجود ہیں اور عدمی نعمتیں وہ ہیں جو ہمیں آخرت میں ملیں گی۔

آنکھوں کی نعمت:۔

غور کیجئے ہمارے پاس اللہ تعالیٰ کی کتنی نعمتیں ہیں اور تو اور آنکھوں کو ذرا دیکھئے یہ رب کریم کی کتنی بڑی نعمت ہیں۔اگر اس کی اہمیت اور قدر و قیمت کو معلوم کرنا ہے تو اس اندھے سے جا کر پوچھئے جو ماں کے

پیٹ سے نابینا پیدا ہوئے۔ وہ اپنی ماں کو بھی پوری زندگی نہیں دیکھ سکتا اپنے باپ کے چہرے کو بھی نہیں دیکھ سکتا۔ اس کے دل میں کتنی حسرت ہوگی کہ کاش! مجھے ایک لمحے کیلئے نگاہ مل جاتی تاکہ میں اپنی ماں کو دیکھتا اپنے باپ کو دیکھتا قرآن کو دیکھتا میں اللہ رب العزت کے گھر کو دیکھتا اور ان نعمتوں سے اپنی آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچاتا مگر اس کے پاس یہ نعمت نہیں ہے۔ میرے دوستو! ہمارے لئے تو رات میں اندھیرا ہوتا ہے اس کیلئے تو دن میں بھی اندھیرا ہوا کرتا ہے اس کی زندگی کیسی ہوتی ہوگی ٹھوکریں کھاتا پھرتا ہے کبھی ادھر گرا کبھی اُدھر گرا۔ کسی نے چاہا تو اس کا ہاتھ پکڑ کر آگے گزار دیا نہیں تو ہاتھ پاؤں ادھر ادھر مارتا پھرتا ہے۔ کیا زندگی ہوئی؟ ہم پر اللہ رب العزت کی کتنی بڑی رحمت ہے۔ رب کریم نے ہمیں صحیح سالم دیکھنے والی آنکھیں عطا فرمائیں۔ غور کرتے چلے جائیں اللہ رب العزت کی ہم پر کتنی بڑی رحمتیں ہیں۔

قوت گویائی کی قدر:۔

سوچئے کہ رب کریم نے ہمیں قوت گویائی عطا فرمائی اس کی قدر و قیمت کا اندازہ گونگے سے پوچھئے جو اپنے دل کی کیفیات اور جذبات کو کسی کے سامنے بیان بھی نہیں کر سکتا۔ ہمیں تو کسی سے محبّت ہو تو معلوم نہیں کہ کیسے کیسے الفاظ کے ہیر پھیر کے ساتھ اپنا مدعا اس کے سامنے بیان کر رہے ہوتے ہیں۔ کبھی بچوں کے سامنے محبّت کا اظہار، کبھی بیوی کے سامنے محبّت کا اظہار، کبھی ماں باپ کے سامنے محبّت کا اظہار، کبھی پیر استاد کے سامنے محبّت کا اظہار، تو دل کے جذبات کو الفاظ کا روپ پہنا دیتے ہیں لیکن جو آدمی گونگا ہے وہ اپنے جذبات کو کسی کے سامنے کھول تو نہیں سکتا۔ وہ بھلے کسی سے محبّت کرتا ہو تو اسے بتا نہیں سکتا اس کو کسی کی ذات سے پیار ہو تو وہ اسے بتا نہیں سکتا۔ اپنے اندر اتنا درد محسوس کر رہا ہے جتنا دکھ محسوس کر رہا ہے وہ اپنا رنج دوسروں کے سامنے بیان نہیں کر سکتا ہے جیسے جانور خاموش ہوتا ہے اسی

طرح انسان بن کے بھی خاموش ہوتا ہے۔ کیونکہ اللہ نے اسے گونگا پیدا کر دیا۔

قوت سماعت کی قدر:۔

جن کانوں سے ہم سنتے ہیں یہ اللہ تعالیٰ کی کتنی بڑی نعمت ہیں۔ کتنے وہ لوگ ہیں جو دیکھنے میں بڑے خوبصورت ہوتے ہیں مگر ان کو کانوں کی سماعت نصیب نہیں ہوتی۔ وہ سنتے بھی نہیں اور بولتے بھی نہیں۔ کئی بچے بچپن میں جب پیدا ہوتے ہیں تو ان کے کانوں میں کوئی نقص ہوتا ہے کانوں کی سماعت ٹھیک کام نہیں کرتی جس کی وجہ سے ان کا بولنا بھی بند ہوتا ہے چونکہ انہوں نے کبھی الفاظ سنے نہیں ہوتے اس لئے ان کے دماغ میں الفاظ کا ذخیرہ نہیں ہوتا جس کی وجہ سے ان کو بولنے کا پتہ نہیں ہوتا اس لئے نہیں بول سکتے۔ان کے سننے کا نظام خراب ہوتا ہے اب بتائیے سننے کا نظام خراب ہے مگر بولنے کی نعمت ہونے کے باوجود بول نہیں سکتے ڈاکٹر کہتے ہیں کہ ان کا سننا ٹھیک ہو گیا تو ان کا بولنا خود بخود ٹھیک ہو جائے گا۔تو پروردگار نے ہمیں سننے کی توفیق نصیب فرمائی۔ سوچئے کہ جب اذان کی آواز آتی ہے تو اللہ اکبر کی صدا ہمارے کانوں میں سنائی دے رہی ہوتی ہے کبھی تو کوئی قرآن پڑھ رہا ہوتا ہے۔تو کانوں میں آواز آتی ہے۔کوئی نعت پڑھتا ہے تو کانوں میں آواز آتی ہے۔ سبحان اللہ ہم کتنی پیاری پیاری آوازیں کانوں کے ساتھ سنتے ہیں۔کبھی بیوی کی آواز کبھی بچوں کی آواز، کبھی ماں نے آواز دی کبھی کسی نے پکارا کبھی استاد سے بیٹھ کر درس لیا۔ یہ اللہ رب العزت کی ہم پر کتنی بڑی نعمت ہے۔

نظام انہضام کی نعمت:۔

سوچئے تو سہی کہ جو کچھ ہم کھاتے ہیں وہ سب کچھ آرام سے اندر چلے جانا اور ہضم ہو جانا اللہ رب العزت کی کتنی بڑی نعمت ہے۔ دنیا میں کتنے لوگ ایسے ہیں کہ جن کا ہاضمہ ٹھیک کام نہیں کرتا۔ کچھ کھا پی نہیں سکتے۔اس عاجز کے پاس ایک مرتبہ کسی شہر سے ایک خاتون نقش لینے کیلئے آئی، پردہ میں بیٹھ کر اپنا حال

بیان کرنے لگی۔ کہنے لگی پچھلے سات سال گزر گئے ہیں سوائے پانی یا سیون اپ وغیرہ کے میں نے کچھ بھی پیٹ میں نہیں ڈالا۔گھر میں مختلف قسم کے کھانے میں خود پکاتی ہوں مگر میں اس کو دیکھ تو سکتی ہوں کھا نہیں سکتی۔کتنا عجیب احساس ہوا کہ رب کریم کی کتنی بڑی نعمت ہے وہ عورت روزانہ کھانے پکا رہی ہے مگر اس کے نصیب میں نہ روٹی ہے نہ سالن ہے فقط سیون اپ کی بوتل پی لی یا کبھی جوس لے لیا مزید وہ کوئی ٹھوس چیز کھانے کے قابل نہ تھی۔اگر کوئی چیز کھاتی تھی تو ابکائی آتی تھی تو فوراً ساری چیزیں باہر نکل آتی تھیں۔لہذا پریشان تھیں کہنے لگی کہ کوئی ایسی دعا کر دیں یا بتا دیں کہ میں پڑھائی کرلوں کہ میں پورے دن میں چپاتی تو کھالیا کروں اتنی حسرت سے وہ بات کر رہی تھی کہ میں پورے چوبیس گھنٹے میں چپاتی تو کھالیا کروں میرے دل میں یہ بات آئی کہ بندے تو ذرا اپنے پر غور کر تو ہر وقت کے کھانوں میں کتنی چپاتیاں کھا جاتا ہے۔اور تجھے اپنے پروردگار کی اس نعمت کا احساس بھی نہیں ہوتا تو جو کچھ ہم کھا لیتے ہیں اس کا ہضم ہو جانا آرام سے جسم سے خارج ہو جانا بھی اللہ رب العزت کی کتنی بڑی نعمت ہے ہم اس نعمت کا شکر بھی ادا نہیں کر سکتے اگر وہ چیز جسم کے اندر ہی رک جاتی اور باہر نہ نکلتی تو ہمیں ڈاکٹروں کے پاس جانا پڑتا کیسے مشکل وقت گزرتا پیٹ پھٹنے کو آتا نجاست جمع ہو جاتی اور اپنے وقت پر نہ نکلتی۔

سانس کی نعمت:۔

زمین پر حکم:۔

کتابوں میں لکھا ہے کہ ایک مرتبہ مدینہ میں زلزلہ آیا۔سیدنا عمرؓ نے زمین پر ایڑی ماری،فرمایا،اے زمین تو کیوں ہلتی ہے؟ کیا عمرؓ نے تیرے اوپر عدل قائم نہیں کیا؟ زمین کا زلزلہ اسی وقت رک جاتا ہے۔

آگ پر حکم:۔

ایک مرتبہ مدینہ کے باہر ایک آگ نکلتی ہے اور مدینہ طیبہ کی طرف بڑھنا شروع کر دیتی ہے۔ سیدنا عمرؓ ایک صحابی کو بلا حکم دیتے ہیں کہ اس آگ کو پیچھے اس کے اپنے مخرج کی طرف دھکیل دیجئے۔ وہ اپنی چادر کو کوڑے کی مانند بنا کر اس آگ کی طرف مارنا شروع کرتے ہیں۔ آگ ہٹتے ہٹتے جہاں سے نکلی تھی وہاں پر واپس چلی جاتی ہے۔ سبحان اللہ، آگ پر حکم چل رہا ہے، ہوا پر حکم چل رہا ہے، زمین پر حکم چل رہا ہے۔ دریاؤں کے پانی پر حکم چل رہا ہے۔

پانی پر حکم:۔

حضرت عمرؓ کو ایک مرتبہ مصر کے امیر لشکر نے لکھا، اے امیر المؤمنین! دریائے نیل کے پانی کے جاری ہونے کیلئے ہر سال ایک جوان لڑکی کی قربانی دی جاتی ہے۔ تو آپ نے جوابی خط لکھا کہ اسے دریا میں ڈال دو۔ اس خط میں لکھا تھا اے نیل! اگر تو اپنی مرضی سے چلتا ہے تو مت چل۔ لیکن اگر تو اللہ رب العزت کے حکم سے چلتا ہے تو امیر المؤمنین عمر ابن الخطاب تجھے حکم دیتا ہے کہ تو چلنا شروع کر۔ دریائے نیل کا پانی آج بھی چل رہا ہے اور عمر ابن الخطابؓ کی عظمتوں کے پھریرے لہرا رہا ہے۔

بیت المقدس کیسے فتح ہوا؟

بیت المقدس کی فتح یابی کا مسئلہ ہے۔ مسلمانوں نے وہاں پر چڑھائی کی۔ وہاں کے لوگوں نے کہا کہ آپ اپنے خلیفہ کو ہماری طرف بھیجئے۔ ہمارے پاس ان کی نشانیاں ہیں۔ ہم دیکھیں گے کہ اگر وہ نشانیاں موجود ہوئیں تو بغیر کسی لڑائی کے ہم چابیاں ان کی جھولی میں ڈال دیں گے۔ حضرت عمرؓ کی ظاہری زندگی یہ تھی کہ اپنے کرتے پر بھی چمڑے کے پیوند لگے ہوئے ہیں۔ عدل و انصاف اتنا کہ اگر غلام ساتھ ہے تو کچھ فاصلہ خود سواری پر بیٹھتے اور اور وہ پیدل چلتا اور کچھ فاصلہ آپ پیدل چلتے ہیں اور اس کو سواری پر بٹھاتے ہیں اور جب آخری وقت آیا تو وہ منزل آپ کے پیدل چلنے کی تھی اور غلام کی سواری پر بیٹھنے کی

تھی۔مسلمانوں کا امیر المؤمنین اس حال میں دشمن کے سامنے پیش ہوتا ہے کہ اس نے اونٹ کی مہار پکڑی ہوئی ہے غلام اوپر بیٹھا ہوا ہے کپڑے کے پیوند لگے ہیں مگر ان کے چہرپر وہ جاہ وجلال تھا وہ ہیبت تھی اللہ نے رعب کے ذریعے ان کی ایسی مدد کی کہ جب کفار نے دیکھا تو ان کے پتے پانی ہو گئے۔ کہنے لگے کہ یہ وہی شخصیت ہے جس کی نشانیاں کتابوں میں ہیں۔ بیت المقدس کی چابیاں ان کی جھولی میں ڈال دی جاتی ہیں۔ یہ عزتیں کیسے مل رہی ہیں؟ صرف قوت ایمانی کے سبب جو انسان کو علم، عمل اور اخلاص کی وجہ سے نصیب ہوتی ہیں۔

چراغ علم جلاؤ:۔

تو آج اس بات کی ضرورت ہے کہ وہ طالبات جو آج سندات لے کر فارغ ہوئیں اور جن کو اللہ رب العزت نے یہ خوشی کا موقع فراہم کیا کہ علم کی نسبت نصیب ہوئی وہ اس علم پر عمل کر کے خود بھی نیک بنیں اور جہاں رہیں وہاں بھی علم کی روشنی کو پھیلائیں۔

چراغ علم جلاؤ بڑا اندھیرا ہے

آج ضرورت ہے اس بات کی جہاں جہاں جو بچی جائے وہ علم کے چراغ کو جلائے تا کہ امت کے اندر جو جہالت کا اندھیرا آچکا یہ روشنی میں تبدیل ہو جائے اور یہ روشنی مینارۂ نور بن جائے اور لوگوں کی زندگیوں کو منور کرنے لگ جائے۔ نبی علیہ الصلوۃ والسّلام نے جو دین کی محنت کی اور دین ہم تک پہنچایا اس دین کی حفاظت کرنے والی جماعت میں آپ بھی شامل ہو جائیں۔ جب آپ علم پر عمل کریں گی اور اس عمل کی روشنی کو پھیلائیں گی تو آپ اس دین کی حفاظت کرنے والوں کے گروہ میں اور جماعت میں شامل ہو جائیں گی۔

نبی اکرم ﷺ کی بہترین دعا:۔

نَضَّرَ اللّٰهُ امْرَءً سَمِعَ مَقَالَتِيْ فَحَفِظَهَا وَوَعَاهَا ثُمَّ اَدَّاهَا كَمَا سَمِعَهَا سرسبز وشاداب رکھے اللہ اس شخص کو جس نے میری بات کو سنا پھر اسے یاد کیا اور اسے محفوظ رکھا پھر اسے (لوگوں تک) پہنچایا جیسے کہ اس کو سنا تھا۔

اے بیٹی! اگر اللہ کے محبوب ﷺ فرماتے ہیں، اللہ اس کے چہرے کو تر وتازہ رکھے، کتنی پیاری دعا دی، معلوم ہوا کہ جو بچی دین کا کام کرے گی اللہ تعالیٰ اس کی شکل وصورت پر بھی ایسا نور دیں گے جو اس کے چہرے کی زیبائش ہوگا، چہرے پر جاذبیت ہوگا چونکہ محبوب ﷺ نے فرمایا اللہ اس کے چہرے کو تر وتازہ رکھے۔ اس لئے اللہ اس کو پریشانیوں سے غموں سے خود بچائیں گے تاکہ اس کے چہرے پر کبھی شکن نہ آئے، کسی پریشانی کی وجہ سے کسی خوف کی وجہ سے اس کے چہرے پر اثرات نہ ہوں۔ اس لئے دین کے کام کی برکت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ رزق کی تنگی سے بچائیں گے اور دنیا کی ذلت ورسوائی سے بچائیں گے اور اس کے چہرے کو تر وتازہ رکھیں گے اللہ رب العزت ہمیں زندگی کے اوقات کی قدر وقیمت کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔

لمحۂ فکریہ:۔

آج بھی جو انسان چاہے کہ مجھے یہ عزتیں نصیب ہوں تو راستہ وہی ہے کہ علم حاصل کرے اس کو عمل جامہ پہنائے اور عمل فقط اللہ رب العزت کی رضا کیلئے کرے۔ اپنی شخصیت کے اندر عمل کو پیدا کر لیجئے پھر دیکھئے اللہ رب العزت دنیا میں کیسی عزتیں عطا فرمادیتے ہیں۔ ہم گناہوں کی زندگی گزار کر عزتوں کے طلبگار بنتے پھرتے ہیں۔ یہ کیسے ممکن ہے؟ کہ ہم نفس وخواہشات والی زندگی گزاریں اور پھر سوچیں کہ عزتوں بھری زندگی ملے گی۔ اس لئے عزت والی زندگی اس انسان کو ملتی ہے جس کی زندگی کی بنیاد سچ پر ہوتی ہے۔ یاد رکھئے! ایک گناہ کو چھپانے کیلئے جھوٹ بولنا پڑے گا اور ایک جھوٹ کو چھپانے کیلئے کئی

جھوٹ بولنا پڑیں گے۔ بعض اوقات جھوٹ پر ہی زندگی کی بنیاد ہوتی۔ اس لئے طالبات اپنے دلوں میں جھانک کر دیکھیں کہ انہوں نے علم کی جونسبت پائی، کیا فقط لوگوں کو دکھانے کیلئے ہے۔ اگر ساری دنیا ہمیں نیک کہتی رہی مگر اللہ رب العزت کے ہاں نیکوں میں شمار نہ ہوا تو یہ دنیا کی تعریفیں کس کام کی اور اگر ساری دنیا ہمیں برا کہتی رہی لیکن اللہ رب العزت کے ہاں ہم نیک لوگوں میں گنے گئے تو ہمیں دنیا کی یہ بدتعریفی کیا نقصان پہنچا سکے گی۔

لوگ سمجھیں مجھے محروم وقار و تمکیں وہ نہ سمجھیں گے کہ میری بزم کے قابل نہ رہا

اگر اللہ رب العزت کے دفتر میں ہمارا نام کذاب لکھا گیا کہ یہ جھوٹا ہے، بات بات میں جھوٹ بولنا، بات بدل کے کرنا، الفاظ بدل کے بولنا، بات کچھ تھی انداز کسی اور میں پیش کرنا، ہر ایک کے سامنے اسی طرح کی باتیں۔ جب جھوٹ ہماری زندگی کی بنیاد ہوگا تو بھلا انسان کوسکون کیسے مل سکتا ہے۔ یاد رکھئے گناہ انسان کو کسی نہ کسی صورت پریشان ضرور رکھتا ہے کوئی انسان ایسا نہ ملے گا جو گناہوں والی زندگی گزارا اور اس کا دل آپ کو مطمئن نظر آئے، اس کا دل ہمیشہ پریشان ہوگا۔ حتیٰ کہ کامیابی سے گناہ کرنے والے جنہوں نے اپنے قریبی عزیزوں کی آنکھوں پہ پٹیاں باندھیں، ان کی آنکھوں میں دھول جھونک دی، کسی کو پتہ نہ چلنے دیا، اس طرح کامیابی سے گنہا کرتے رہنے والے کے دل کو جھانک کر دیکھیں ان کے دلوں میں بھی آپ کو بے سکونی پائی گے۔ وہ مجرم ہوتے ہیں اللہ رب العزت کے بھی اور اپنے ضمیر کے بھی۔ ان کا ضمیر انہیں ہر دن میں ملامت کر رہا ہوتا ہے۔ وہ آنکھیں بند کرتے ہیں تو اپنے آپ کو مجرم کھڑا پاتے ہیں۔ جیسے ضمیر کی عدالت کے کٹہرے میں کھڑے ہیں اور انہیں ضمیر پکار کر کہہ رہا ہے کہ تم اپنی اوقات کو تو پہچانو، دنیا تمہیں کیا سمجھتی ہے اور تم اپنے من میں جھانک کر دیکھو تمہاری اوقات کیا ہے؟ حقیقت کیا ہے؟ تم اللہ کو کیا چہرہ دکھاؤ گے۔

کتنی عجیب بات ہے کہ صبح بستر سے اٹھتے ہیں منہ دھوئے بغیر لوگوں کے سامنے نہیں جاتے کہ میلا منہ لے کر کیسے جائیں گے۔ ارے! جس چہرے کو پروردگار نے دیکھنا ہے جب اس پر گناہوں کی میل لگ گئی تو پھر پروردگار کو وہ چہرہ کیسے دکھائیں گے۔

گناہوں کی معافی کس طرح مانگیں:۔

ہم اب تک زندگی میں جو گناہ کر چکے ہمیں چاہیے کہ آج کی اس محفل میں اللہ رب العزت سے پکی معافی مانگیں، دل میں ارادہ کریں، رب کریم! جو ہو چکا وہ تو گزر چکا ہم اس پر نادم ہیں، شرمندہ ہیں، رب کریم! جو وقت زندگی کا آئندہ باقی ہے اس میں نیکوکاری کی زندگی نصیب فرما دے۔ اے اللہ! آپ نے ہمیں دنیا میں علم کی نسبت دے دی، اللہ! اس نسبت کو نبھانے کی توفیق عطا فرما۔ ایسا نہ ہو کہ ہم علم کی بدنامی کا سبب بنیں، علم کے نام پر بٹہ لگنے کا ذریعہ بن جائیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی ایسی کوتاہی کر بیٹھیں، کوئی ایسا گناہ کر بیٹھیں، کوئی ایسی غلطی کر بیٹھیں کی لوگ یوں کہیں کہ دیکھو علم پڑھنے والوں کی زندگی ایسی ہوتی ہے۔ ارے! علم والے تو بڑی شان والے گزرے، ان کی زندگیاں تو بالکل پاکیزہ زندگیاں تھیں جن پر پھولوں کی پاکیزگی بھی قربان کر دی جائے، ان کے دامن اتنے صاف ہوتے تھے۔ آج ہمیں اللہ تعالیٰ نے اگر آج کے دور میں علم کی یہ نسبت عطا کی تو ہمیں بھی اپنے دامن کو گناہوں سے بچا کر زندگی گزارنی ہے، پاکدامنی کی زندگی، پرہیزگاری کی زندگی، نیکوکاری کی زندگی، جب اس طرح احتیاط کی زندگی گزاریں گے تو اللہ رب العزت کی رحمتیں برسیں گی، اللہ تعالیٰ ہم پر مہربانی فرمائیں گے۔

آپ اپنے گناہوں کی اللہ تعالیٰ سے خوب معافی مانگیں۔ اصرار کے ساتھ، تکرار کے ساتھ، بار بار التجا کر کے معافی مانگئے۔ ایک چھوٹا بچہ ماں سے کچھ مانگتا ہے، ماں انکار کر دیتی ہے، بچہ باز نہیں آتا وہ پھر مانگتا ہے، ماں جھڑک دیتی ہے، وہ پھر پیچھے نہیں ہٹتا، بچہ باز نہیں آتا وہ پھر مانگتا ہے، ماں جھڑک بھی دیتی ہے،

وہ پھر پیچھے نہیں ہٹتا، بچہ چھوٹا سہی مگر اس راز کو جانتا ہے کہ بار بار مانگنے سے میرا کام بنے گا اور بالآخر امی مجھے چیز دے دے گی۔ کبھی تو ماں اس کو تھپڑ بھی لگا دیتی ہے وہ رو بھی پڑتا ہے مگر ماں کی طرف لپکتا ہے جب ایک چھوٹا بچہ ماں کے سامنے اتنی استقامت کے ساتھ کھڑا ہو جاتا ہے اور اس کی طرف بڑھتا ہے تو ماں کو بھی پیار آتا ہے بچے کو اٹھا کر وہ سینے سے لگا لیا کرتی ہے ہم بھی اس طرح اللہ کے در کو پکڑ لیں معافی مانگیں اور بار بار مانگیں۔ اپنی ندامت کا اظہار کریں، اپنے دل کے اندر اپنے آپ کو مجرم سمجھتے ہوئے گنا ہنگار سمجھتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے سچے دل سے معافی مانگیں۔ رب کریم! ہم پر مہربانی فرما کہ تو نے علم کی نسبت عطا فرمائی اس نسبت کی لاج رکھ لینا۔

عمل کی اپنے اساس کیا ہے بجز ندامت کے پاس کیا ہے
رہے سلامت تمہاری نسبت میرا تو بس آسرا یہی ہے

اللہ رب العزت نے جس طرح ظاہر میں علم کے ساتھ نسبت دی اللہ تعالیٰ قیامت کے دن بھی طالب طلباء علماء کے قدموں میں جگہ عطا فرما دے یہی ہمارے لئے مغفرت کا سبب بن جائے گی۔

اپنی ''میں'' کو مٹا لیجئے:۔

کبھی کبھی انسان کی ''میں'' اس کے راستے کی رکاوٹ بن جاتی ہے، اس ''میں'' کو مٹا دیجئے۔ نفس کو اللہ کیلئے پامال کر دیجئے اور مٹ کر اللہ کے دین کا کام کیجئے۔

من تواضع لله رفعه الله جو اللہ کیلئے تواضع کو اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے عزتیں عطا فرما دیتے ہیں۔

رب کریم کا دروازہ:۔

ہم سچے دل سے معافی مانگیں، بار بار پرورگار کا دروازہ کھٹکھٹائیں، جو انسان بار بار دروازہ کھٹکھٹاتا ہے

بالآخر اس کیلئے دروازہ کھول دیا جاتا ہے۔مگر دل کے اندر پکا یقین ہو کہ ہمیں اگر رحمتیں ملنی ہیں تو اسی دروازے سے، مغفرت ملنی ہے تو اسی دروازے سے، ہمیں بخشش ملنی ہے تو اسی دروازے سے، ہمیں عزتیں ملنی ہیں تو اسی دروازے سے، اللہ رب العزت کے محبوب نے ہمیں یہ در دکھایا اور ساتھ یہ بھی بتا دیا کہ اس در کے سوا کوئی در نہیں ہے۔

اللہ کو راضی کرلیں:۔

اللہ رب العزت کو اس وقت تک منانا ہے جب تک کہ وہ راضی نہ ہو جائے۔اس دروازے کو پکڑے رہیئے۔دن رات دعا کیجئے، تہجّد پڑھ کر، نفل پڑھ کر اپنی تنہائیوں میں بیٹھ کر اللہ کے سامنے سر جھکا کر، سجدے میں سر ڈال کر معافیاں مانگئے، اس رب کو منانے کی کوشش کرلیجئے، اے اللہ! تو راضی سارا جگ راضی، اگر پروردگار راضی ہو گئے تو انسان کو دنیا میں بھی عزتیں ملیں گی۔اس کے دروازے کے اوپر استقامت کے ساتھ جمے رہیے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ ہمارے لئے خیر کے فیصلے فرما دے۔

ایک اعرابی کی عجیب دعا:۔

مجھے ایک اعرابی کی بات یاد آئی، دیہات کے رہنے والے تھے، صحابی تھے، آ گئے مسجد نبوی ﷺ میں، دعا مانگتے ہیں اور کیا کہتے ہیں۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ فَاِنَّكَ لَا تَغْفِرُ فَاغْفِر اے اللہ مجھے معاف کر دے! اے اللہ! مجھے معاف کر دے اور اگر تو نے میری مغفرت نہیں بھی کرنی تو پھر بھی مغفرت فرما دے۔

بار بار یہی دعا کر رہے تھے۔سوچئے کہ جب اتنی عاجزی کے ساتھ اتنی انکساری کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے گا کہ، اے اللہ، میری بخشش فرما دے اگر بخشش نہیں بھی کرنی تو پروردگار! پھر بھی بخشش

فرما دے، اللہ تعالیٰ کی رحمت جوش میں کیوں نہیں آئے گی۔ پھر اللہ تعالیٰ مہربانی فرماتے ہیں قرآن ہمیں پکار رہا ہے۔

قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓي اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ (الزمر:53) میرے بندوں کو کہہ دو جو گناہوں میں ڈوبے پھرتے ہیں کہ تم میری رحمت سے مایوس نہ ہونا۔

اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا (الزمر:53)

اللہ رب العزت اپنی رحمتیں فرمائے، ہماری زندگی کی کوتاہیوں سے درگزر فرمائے اور جو وقت باقی ہے اللہ تعالیٰ اس کو علم عمل اور اخلاص کے ساتھ گزارنے کی توفیق نصیب فرمائے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ